ہم اور سائنس

ادھر اپنی تاریخ کی بات چل رہی ہے۔ ہماری تاریخ میں جہاں اسلامی علوم ومعارف کی معقولی تدوین اور فروغ ہوا، وہیں سائنس کی زلف بھی غیر معمولی انداز میں سنواری گئی۔

یونان میں زیادہ تر سائنسی علوم فلسفہ کی حدوں سے آگے نہیں نکل پائے تھے۔ ہم نے انہیں مشاہدہ اور تجربوں کی کسوٹی پر پرکھنے میں پہل کی۔ اس طرح فلسفہ کی زمین میں سائنس کے بیج بوئے، فصلیں اگائیں۔ زیادہ تر سائنسی علوم کے شعبوں کو یہیں 'سائنس' کا روپ ملا اور ترقی وفروغ کی راہ۔ یہ ہمارا کارنامہ کوئی ایسا ویسا، جیسا تیسا نہیں بلکہ کلیدی اہمیت کا حامل ہے۔ اسے سائنس اور سائنس کی تاریخ سے پوچھئے۔ اس سے پوچھئے کہ جابر ابن حیان (Geber) کون تھا، اسے بابائے کیمیا (Father of Chemistry) کہا گیا یا نہیں؟ کہا گیا تو کیوں؟ اسی تاریخ سے پوچھئے ابوالہیثم (Alhazen)، رازی (Rhazes) خوارزمی' کون تھے؟ الجبرا (Algebra)، مثلثیات (Trigonometry)، نوریات (Optics) کی داغ بیل کب اور کیسے پڑی؟ کیمیا گری کو کیمیائی سائنس، نجوم (Astrology) کو ہیئت (Astronony) تک، فلفسیانہ ماتھا پچیوں کو سائنسی تجربات تک کون لے گیا اور اس سے کیا حاصل ہوا؟ بغداد، مصر، اور اسپین کے شہروں میں چراغاں کس نے کیا، کب کیا اور کیسے کیا؟ ان شہروں میں کتنے علمی وسائنسی مراکز تھے جو سرکاری سرپرستی میں یا اس سے بے نیاز چل رہے تھے؟ جس وقت یہ سب قابل رشک رونقیں مسلم سماج کا حصہ تھیں اس سے کتنی صدیوں بعد تک یوروپ میں مذہبی رہنماؤں کو چھوڑ کر کسی کو لکھنے پڑھنے سے کوئی واسطہ بھی نہیں تھا بلکہ مذہبی رہنما بھی محض زبان پر اپنے اقتدار کو ثابت کرنے کے لئے قواعدی/صرفی ونحوی (Grammatical) غلطیاں جان بوجھ کر کرتے تھے۔ کیا یہ تاریخی سچ نہیں ہے؟

پھر خود اپنے سے پوچھئے کیا واقعی ہم اپنے اس شاندار ماضی سے واقف ہیں؟ اس کا کچھ احساس بھی ہے؟ کیا ہم جانتے ہیں کہ علم (سائنس) مومن کی میراث ہے، جہاں کہیں ملے حاصل کر لینا چاہئے؟ مہد سے لحد تک (گہوارہ سے گور تک) علم کے فریضہ کو ہم کہاں تک ادا کرتے ہیں؟

پھر آیئے ذرا سوچیں، تھوڑا دیکھیں تو سہی، علم اور سائنس کے سرے ہمارے چہیتے اہلبیتؑ کے واسطے سے ہمارے پیارے نبیؐ تک پہنچتے ہیں۔ ہم ان پاک ہستیوں کا دم بھرتے ہیں، کیا ہم ان کی علمی روش سے دور تو نہیں ہوتے جا رہے ہیں؟ کیا ہم اسی روش کو اپنے راہوں کی نازش نہیں بنا سکتے؟

(م۔ر۔عابد)